مولانا ابوالمعزؒ حقانی

مفکر، دانائے راز اور خیر خواہ امت مولانا افتخار صدیقیؒ کی رحلت

آہ ایک عظیم مفکر ملت ، مدبر ، خیر خواہ انسانیت ،غم خوار ملت ، داعی خلافت اسلامیہ ، دارالعلوم فاروق اعظم ہری پور اور کراچی کے بانی و مہتمم ، دارالعلوم حقانیہ کے مجلس شوریٰ کے رکن اور اس کے بانی رکن الحاج محمد یوسفؒ کے پوتے حضرت مولانا افتخار صدیقی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب ۵ جون ۲۰۱۴ء بمطابق ۷ شعبان ۱۴۳۵ھ تقریباً اڑھائی بجے رات اچانک دل کا دورہ پڑنے سے ساٹھ برس کی عمر میں انتقال کر گئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اللھم اغفرہ وارحمہ واجعل الجنۃ مثواہ

صلحاء کا ذکر رحمت کے نزول کا سبب:

حضرت پالنپوریؒ بکھرے موتی میں لکھتے ہیں کہ سیدنا سفیان بن عینیہؒ کا قول ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ صلحا اور نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت برستی ہے' اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ علماء کے قصے اور محاسن مجھے فقہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس لئے کہ وہ اخلاق اور ادب سکھاتے ہیں۔ انہی اقوال کو مدنظر رکھ کر ہم آج صدیقی صاحب مرحوم کے اوصاف و محاسن پیش کر رہے ہیں۔

اوصاف ومحاسن:

آپ کی وفات سے علمی ،فکری اور عملی میدان میں بہت بڑا خلاء پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کے جس درد وغم سے نواز رکھا تھا وہ آج کل عنقا و ناپید نہیں تو قلیل ضرور ہے انہیں ملک وملت کے اجتماعی سوچ کے علمبردار کے طور پر پہچانا جاتا امت مسلمہ کی کشتی آج جس انارکی ، انتشار اور فساد کا شکار ہو کر بے رحم موجوں کی نظر ہو رہی ہے اور یہودیت وصہونیت کے گرداب میں پھنس کر رہ گئی ہے ان طوفانوں سے نکالنے کا غم انہیں ہر وقت بے قرار اور بے چین رکھتا تھا اس سلسلے میں آپ نے ملک کے طول وعرض کے دور دراز اسفار طے کر کے عوام وخواص کو جگانے کی بھر پور کوششیں ساری عمر جاری رکھیں۔حق گوئی و بے باکی آپ کا خاص اوصاف تھا بڑے بڑے حکمرانوں اور عہدے

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

داروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ حق کا اظہار کرنے سے نہ جھجکتے اور جو کچھ حق سمجھتے لایخافون لو مۃ لائم کے مصداق بن کر کہہ ڈالتے ۔غریب لاچار اور مفلوک الحال لوگوں کو ضروریات زندگی فراہم کرنا آپ کا مشغلہ تھا یہی وجہ تھی آپ کے گھر پر ہر وقت غریبوں کا تانتا بندھا رہتا۔کسی مجلس یا تقریب میں چاہے وہ غمی کا ہو یا خوشی کا جاتے تو کمزور اور غریب لوگوں کو خصوصی توجہ سے نوازتے ۔حکمرانوں ،امراء اور اشرافیہ طبقے نے ملک وقوم کی جو دولت لوٹ کر بیرون ممالک کے بینکوں میں چھپا رکھی ہے اس کی واپسی اور ملکی فلاح و بہبود میں لگانے کے حوالے سے پلاننگ بنانا آپ کا ہر دل عزیز کام رہا۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کے ازلی دشمن یہودیت کے منصوبوں کا توڑ پیش کرنے میں آپ ہمہ اوقات صرف کرنے کو عین عبادت سمجھتے تھے ۔آج میں حیران ہوں ان کی کون کون سی صفت کو بیان کروں ۔اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت عشق کے درجے تک آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی خشیت الٰہی آپ پر طاری رہتی تھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتے یا نماز کا تکبیر تحریمہ پڑھتے تو یک دم آپ کی حالت خوف وعظمت الٰہی سے اس حد تک متغیر ہو جاتی کہ زبان لڑکھڑا جاتی چہرہ کا رنگ بدل جاتا۔اسلامی ممالک کے ون بلاک اور نو آزاد وسطی ریاستوں سے سعودی تک طویل بری تجارتی سلسلے کے اجراء جیسے منصوبوں کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ان ممالک کے سفراء اور عام لوگوں کے سامنے دلائل کے ساتھ بیان کرتے تھے۔

پاکستان کو مغربی سرحد کی طرف سے محفوظ کرنے کے منصوبے کو آپ اپنے افکار میں اوّلیت دیتے اور فرماتے کہ مغرب کی طرف افغانستان میں اگر اسلامی ریاست قائم ہو تو تب ہی پاکستان محفوظ ہوگا اس فکر اور اس کی اہمیت کو پورے دلائل اور شرح وبسط سے ثابت بھی کرتے غلبہ اسلام کے سلسلے میں اپنے افکار ونظریات سے آگاہی دلانے کیلئے آپ نے خیبر سے لے کر کراچی تک اور افغانستان ،سعودی عرب تک بڑے بڑے علماء ، سیاستدانوں ، جہادی لیڈروں ، سیاسی جماعتوں کے قائدین ، اور اعلیٰ حکومتی عہدیداروں سے ملاقاتیں کیں جن لوگوں سے آپ ملے ان میں ملا محمد عمر مجاہد، ملا ربانی ،مولانا عبدالحفیظ مکی ، ڈاکٹر سعید عنایت اللہ ،مولانا مفتی رشید احمدؒ ،مولانا مفتی عبدالرحیم ،مولانا تقی عثمانی ،مفتی رفیع عثمانی ،مولانا سمیع الحق ،مولانا فضل الرحمٰن ،قاضی حسین احمد ،مولانا عبدالرحمٰن اشرفی ،حافظ سعید ، مولانا مسعود اظہر ،مولانا اجمل قادری ،ڈاکٹر اسرار احمدؒ، پروفیسر طاہر القادری ،ڈاکٹر میر معظم علی علویؒ ،چوہدری رحمت علی ،مولانا عبداللہ شہید ، لال مسجد ، شیخ رشید احمد ، جنرل ظہیر الاسلام عباسیؒ ، بریگیڈیئر مستنصر باللہ ، جنرل حمید گل ، جنرل اسلم بیگ ،مولانا شیر علی شاہ ،مولانا حسن جانؒ ، جناب اجمل خٹک

اور محمود خان اچکزئی ،مولانا صوفی محمد ،آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان اور تبلیغی جماعت کے سرکردہ رہنما مولانا احمد لاٹ صاحب وغیرہ شامل ہیں۔

تعلیم اور درس و تدریس کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ید طولیٰ سے نوازا تھا۔صرف ونحو اصول فقہ وغیرہ میں آپ کا شہرہ دور دراز تک رہا اپنی آخری عمر میں امت کی خیر خواہی کے سلسلے میں درسی میدان سے کٹ کر رہ گئے اور فرماتے کہ الحمد للہ اس میدان میں بھرپور خدمت انجام دی جارہی ہے۔

تدبیری اور فکری میدانوں میں کام کرنے کی اشد ضرورت:

اس وقت فکری تدبیری اور تربیتی میدان میں کام کرنے کی اشد ضرورت ہے آپؒ سادگی اور تواضع کا نہایت دلکش مجسمہ تھے بایں ہمہ طبیعت میں اس قدر باغ و بہار تھی کہ ان کے پاس بیٹھنے والا باغ و بہار ہو جاتا سچ یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر قلب کو تازگی اور روح کو بالیدگی نصیب ہوتی تھی ان کے متعلق بجا کہا جا سکتا ہے......

بہت لگتا تھا جی صحبت میں ان کی وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے

آپ نفاست و پاکیزگی کے حد درجہ دلدادہ تھے ساری عمر سفید اجلا لباس زیب تن کرتے تھے غیرت و حمیت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

مشتبہ اشیاء سے پرہیز:

حرام وحلال کے سلسلے میں آپ انتہائی حزم و احتیاط سے کام لیتے فارمی مرغوں کو کھانے میں استعمال نہ کرتے اگر کسی جگہ اس کے سوا کچھ نہ ملتا تو نمک کے ساتھ کھانا تناول کر لیتے اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو صرف روٹی کھا کر گزارہ کرتے اور فرماتے بیرون ممالک سے مرغیوں کی جو خوراک آتی ہے اس میں حرام اشیاء جیسے خنزیر کا گوشت استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح ملٹی نیشنل کمپنیوں کا صابن بھی آپ بطور خاص استعمال نہ کرتے کہ اس میں بھی خنزیر کی روغنیات کے استعمال کرنے کا رواج ہے۔پیپسی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مشروبات کو ہونٹوں سے لگانا بھی گوارہ نہ کرتے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی حد درجہ شفقت:

صدیقی صاحب ،حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے شاگرد اور پروردہ تھے ،آپ ان کے اخلاق عالیہ کے حد درجہ معترف تھے۔اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالحقؒ کو تواضع اور عجز و انکساری کا نشان بنایا تھا اور یہی ان کی کامیابی اور ترقیوں کا زینہ تھا۔فرمایا کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج پر جارہا تھا تو رخصت لیتے وقت ان کی ملاقات کے لئے ان کی قیام گاہ پر گیا تو آپ آرام فرماتے جس کی وجہ

سے ملاقات نہ ہوسکی بعد میں جب اکوڑہ خٹک کے ریلوے اسٹیشن پہنچے تو کچھ ہی دیر بعد شیخ الحدیثؒ باوجود نقاہت و کمزوری کے اسٹیشن پر پہنچے اور شفقت کے ساتھ صدیقی صاحب کو کہا کہ بغیر ملے آ گئے۔ یہ ان کی اخلاقی عظمت تھی کہ ایک طالب علم کا اس قدر لحاظ اور خیال رکھا۔

مولانا سمیع الحق سے آخری خصوصی نشست:

۲۲ مئی ۲۰۱۴ء کو آپ دارالعلوم حقانیہ کی نئی مسجد کے سنگ بنیاد اور دستار بندی کی تقریب میں شرکت کیلئے آئے تھے۔ اس سے قبل دارالعلوم کے مجلس شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر انہوں نے مولانا سمیع الحق سے امت مسلمہ کی موجودہ صورتحال اور طالبان مذاکرات کے حوالے سے خصوصی نشست کی۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہمارے مدارس میں اس وقت نظریہ پڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ نظریہ یہودیت کے منصوبوں کو ناکام بنانا ہے اور اُنکے شاطرانہ داؤ پیچ کو سمجھنا و سمجھانا ہے۔ یہودیت کے تھنک ٹینکس جو اسرائیل میں نہیں بلکہ اٹلی میں بیٹھے ہیں، انکے اعلیٰ دماغ کو فیل کرنا ہے۔ جنہوں نے اس وقت پوری دنیا کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اپنے شکنجے میں کس لیا ہے۔ فرمایا کہ ہم معبود اور عبادت کرنے کے لحاظ سے تو اللہ کے نائب ہیں لیکن افسوس کے حاکم ہونے کے ناطے سے اللہ کی نیابت کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں۔ جس کا تقاضہ فاحکم بما انزل اللہ ہے۔

تحریک طالبان پاکستان کے مذاکرات کے بارے میں کہا کہ طالبان کو چاہیے کہ حکومت سے صرف یہی ایک مطالبہ منوائے کہ ملک سے سودی نظام جو اللہ تعالیٰ سے حالت جنگ ہے، کا فی الفور خاتمہ کیا جائے اور ٹی ٹی پی کو چاہیے کہ افغانستان میں جا کر اپنی کاروائیاں امریکہ کے خلاف تیز کردے تا کہ وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے۔ ورنہ تو اس طرح طالبان کی طاقت تقسیم ہوگی۔ اور دشمن کو فائدہ ہوگا۔

اپنی روٹی محتاج کیلئے آدھی کرنا ایمان کی علامت:

آپ ہمیشہ لوگوں میں دوسرے مسلمان بھائیوں کی مدد اور اعانت کرنے کے جذبے کو پروان چڑھاتے خود بھی اس پر ساری زندگی عمل پیرا رہے۔ فرماتے کہ انسان اور مسلمان وہ ہے جو جنگل اور بیابان میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس کھانے کی صرف ایک روٹی ہو اور اس وقت اچانک ایک بھوکا آ جائے تو اس کی پیشانی پر (دوسرے کے آنے کی وجہ سے) ناگواری کے آثار پیدا نہ ہوں بلکہ وہ اسی روٹی کو اٹھا کر دو ٹکڑے کر دے اور دوسرے کے سامنے رکھ دے۔

نیم نانے گر خورد مرد خدائے　　　بذل درویشاں کند نیمے دیگر

انفاق پہاڑی پر چڑھنا ہے:

قرآن مجید میں بھی مسلمانوں کو انفاق کی تلقین دی گئی کہ فلا قتحم العقبہ......سو کیا اس سے نہ ہوسکا کہ پہاڑ پر چڑھے یعنی اللہ کو پانے کے لئے یہ پہاڑ پر چڑھتا اور یہ پہاڑ پر چڑھنا جو دشوار ہوتا ہے کیا ہے؟ یہ کسی کو غلامی سے آزاد کرنا یا قرضوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے انسان کے قرض کی ادائیگی میں اس کی معاونت کرنا ہے یا بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔ یا کسی رشتے دار یتیم کو اور مٹی میں رُلے ہوئے مسکین محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے۔ قرآن کی اس سورۃ البلد میں مال و دولت کو فقراء پر صرف کرنا پہاڑی پر چڑھنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اور یہی اعمال خیر مومن کی نجات اور سعادت کا ذریعہ ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ الدین النصیحہ مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہیں تو یہ تخصیص کا فائدہ دے رہا ہے۔ کہ دین سارا کا سارا ہمدردی و خیر خواہی ہے۔ اور خیر خواہی ہی اس دین کا خاصہ ہے۔ آپ کے مختصر سوانحی احوال جو احقر نے ان سے قلمبند کئے تھے یہ ہیں۔

سلسلہ نسب اور خاندانی پس منظر:

مولانا افتخار صدیقی ولد شیخ بابا عبدالحیٰ ولد مولانا عبداللہ جی ولد مولانا عبدالقادرؒ ولد محمد قاسم ولد محمد اعظم ولد محمد ہاشم۔ آپ کے پردادا مولانا عبدالقادر نے تقسیم ہند سے قبل اکوڑہ خٹک میں ایک مدرسہ اپنے دادا کے نام سے منسوب مدرسہ اعظمیہ سفید مسجد میں قائم کیا تھا جہاں جدی المکرّم مولانا عبدالحقؒ نے بھی ان سے ابتدائی کتب میں کسب فیض کیا۔ آپ کا خاندان صدیقی ہے جو کہ اصلاً محمد ابن ابی بکر کی اولاد سے ہیں یہ خاندان عرب سے نکل کر بلخ و بخارا کے راستے افغانستان اور پھر متحدہ ہندوستان آئے یہاں اکوڑہ خٹک میں آپ کے آباؤ اجداد چارسو برس قبل آباد ہوئے آپ کے خاندان کے سربراہ جو یہاں مقیم ہوئے اس کا نام خان عبداللہ خان تھا اس کے دوسرے بھائی جناب عبدالرحمٰن صدیقی کی اولاد میں مولانا موصوف ہیں آپ کے دادا مولانا عبداللہ جی جامعہ امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے فراغت کے بعد متحدہ ہندوستان درس وتدریس کا سلسلہ بھی کافی عرصہ تک جاری رکھا۔

پیدائش اور تعلیم:

۱۹۵۴ء کو پیدا ہوئے عصری تعلیم آپ نے تعلیم القرآن سکول میں مڈل تک حاصل کی جہاں آپ کے اساتذہ میں مولوی غلام محمد، اور مولانا بدیع الزمان شامل تھے دینی تعلیم کی ابتداء دارالعلوم حقانیہ میں اپنے دادا مرحوم الحاج محمد یوسف کی سرپرستی میں شروع کی یاد رہے کہ آپ کے دادا دارالعلوم حقانیہ کے تاسیسی رکن اور انتظامی امور کے کرتا دھرتا تھے اس کے بعد آپ نے یار حسین صوابی میں مولانا

عبدل وحید صاحب کے ساتھ معانی وغیرہ کی کتابیں پڑھیں ۔صرف ونحو کے دورے کے لئے سخا کوٹ کا سفر اختیار کیا جہاں معروف نحوی عالم سرکئی بابا سے استفادہ کیا ۔ درجہ موقوف علیہ تک کی کتب دارالعلوم حقانیہ میں مکمل کرنے کے بعد دورحدیث کے لئے کراچی کے مدرسہ دارالعلوم عربیہ نیوٹاؤن پہنچے جہاں چودہ سو ہجری بمطابق ۱۹۸۰ء میں فراغت پائی آپ کے مشاہیر اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ ،مولانا مفتی ولی حسنؒ ،مولانا عبدالغنی دیرویؒ ، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ ،مولانا سمیع الحق ،سرکئی بابا صاحب،مولانا ادریس صاحب ، الحاج مولانا اظہارالحق صاحب اورمولانا بدیع الزمان شامل ہیں ۔

بیعت وارشاد:

آپ نے ۱۹۷۱ء میں حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی فرید صاحب کے دستِ اقدس پر بیعت کی حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ نے ان کی طالب علمی کے زمانہ میں دارالعلوم حقانیہ آنے پر اکابر اساتذہ کی مجلس میں آپ کو خصوصی توجہات سے نوازا ۔معروف روحانی بزرگ اور عظیم ادیب و شاعر حضرت مولانا غلام النصیر المعروف بہ چلاسی بابا نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا ۔

درس وتدریس اور مدارس کا قیام:

فراغت کے بعد آپ نے کراچی نارتھ ناظم آباد بلاک ایچ میں مسجد بیت المعمور پہاڑ جنگ میں ایک مدرسہ فاروق اعظم کے نام سے قائم کیا جس کی بنیاد مولانا عبداللہ درخواستیؒ اورمولانا مفتی احمد الرحمٰن نے رکھی آپ کے ساتھ حکیم جمال الدین بھی اس کام میں شریک تھے ۔تقریباً دوسال تک وہاں یہ مدرسہ چلایا پھر وہاں سے عازم ہری پور ہوئے وہ مدرسہ آج بھی دینی تعلیم وتربیت کا بہترین مرکز ہے شیرانوالہ گیٹ ہری پور میں مولانا عبدالرزاق کے مدرسہ میں اور جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ میں ایک عرصہ تک تدریس کرتے رہے......۱۹۸۴ء میں ہری پور افغان مہاجرین کیمپ نمبر ۱۹ میں آپ نے ایک مدرسہ فاروق اعظم کے نام سے قائم کیا جس میں چارسوطلباء دس اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم پاتے تھے اس مدرسے میں افغانستان کے بہت سارے ان طلباء نے تعلیم کی تکمیل کی جوروسی یلغار کی وجہ سے وہاں تعلیم ادھوری چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے ۔مولانا محمد گل حقانی جو وفاق المدارس میں پہلی پوزیشن پانے والے حقانیہ کے فارغ التحصیل تھے وہ بھی اسی مدرسے میں مدرس تھے ۔۱۹۸۶ء میں بمقام سورج گلی خان پور روڈ ہری پور میں ایک مدرسہ قائم کیا جس کا قطعہ اراضی اور بلڈنگ وغیرہ آپ نے اپنی جیب سے لیکر وقف کیا ۔

اسفار: ۱۹۷۴ء میں شباب کے ابتداء ہی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرمین کی زیارت اور حج بیت اللہ کی ادائیگی سے بہرہ ور فرمایا بحری راستے سے آپ سفینۃ الحجاج میں گئے اس سفر میں بقیۃ السلف شیخ الحدیث مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی بھی آپ کے ساتھ تھے۔۱۹۹۳ء اور ۲۰۱۲ء میں یہ مبارک اسفار عمرہ اور حج بدل کے سلسلے میں کئے طالبان دورہ حکومت میں افغانستان کا دورہ بھی کیا تھا۔

اولاد:

آپکے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں لڑکوں کے نام سلیمان صدیقی، وقاص صدیقی اور عمیر صدیقی ہے، آپکی تینوں صاحبزادیاں درس نظامی کی عالمات ہیں۔موت سے ایک ہفتہ قبل احقر کو ساتھ لیکر اسلام آباد میں وفاقی سیکرٹری لاء، کیبنٹ ڈویژن کے ڈائریکٹر، وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس، وفاقی محتسب اور سیکرٹری وغیرہ سے ملاقاتیں کر کے انہیں امت کے حوالے سے اپنے افکار سے آگاہ کیا۔

آخری اعمال:

وفات کی رات آپ کے فرزند عمیر صدیقی کا بیان ہے کہ آپ نے امامت سے عشاء کی نماز پڑھوائی جس میں سورۃ الضحیٰ نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی نماز کے بعد سورۃ الضحیٰ کی تعلیمات کا خلاصہ اور قعدہ میں پڑھے جانے والے اسباق کا ترجمہ وتفسیر سنایا یتیموں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کے حقوق کی پاسداری کی تلقین فرمائی بعد میں اپنے بڑے فرزند سلیمان صدیقی جو کہ گلگت کے سفر پر تھے کو فون ملا کر وہاں غرباء اور مساکین کے ساتھ تعاون کرنے کا بطور خاص نصیحت فرمائی قارئین یہ سب امور خیر آپ کے آخری اعمال تھے انتقال کے بعد آپ کا پہلا جنازہ ہری پور شہر میں سہ پہر دو بجے احقر عرفان الحق کی امامت میں ادا کیا گیا ہری پور شہر میں آپ کے خاندان کا گزشتہ چالیس برس سے تجارتی سلسلے میں قیام ہے جنازہ میں شہر کے کثیر تعدا میں شرکت کی دوسرا نماز جنازہ آپ کے آبائی شہر اکوڑہ خٹک میں مولانا حامد الحق حقانی کی امامت میں بعد العصر ساڑھے چھ بجے پڑھا گیا جس میں گردونواح کے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی تدفین آپ کے آبائی قبرستان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے معروف شاگرد مولانا محمد عبدالنور المعروف سحری مولوی صاحب کے جوار میں کی گئی۔

تالیفات:

آپ کی تالیفات میں ووٹ کی شرعی حیثیت، حکمرانوں اور علماء کے کرنے کے کام، سود اللہ اور رسول کے خلاف اعلان جنگ، پاکستان کے مغربی سرحد کی اہمیت، دین کا حاصل خیر خواہی وغیرہ شامل ہیں۔